سوال

تعویذات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آیات قرآنی سے تعویذ گلے میں ڈالنا یا بازو پر باندھنا جائز ہے یا نہیں ؟ جواز یا عدم جواز پر قرآن وحدیث سے کیا دلائل ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مشکوة میں ہے :

«عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون فانہا لن تضرہ وکان عبداللہ بن عمرو یعلمہا من بلغ من ولدہ ومن لم یبلغ منہم کتبہا فی صک ثم علقہا فی عنقہ رواہ ابوداوٗد والترمذي وہذا لفظہ» (مشکوة باب الاستعاذة ص 217)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ اپنے دادے (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو اپنی نیند میں گھبرائے وہ یہ کلمات پڑھے ''اعوذ الخ'' یعنی میں خدا کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں ۔ اس کے غضب سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ میرے پاس حاضر ہوں ۔'' پس وہ خواب اس کو بالکل نقصان نہیں دے گی ۔ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اولاد سے جو بالغ ہوجاتا، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس کو یہ کلمات سکھا دیتے اور جو نابالغ ہوتا کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیتے ۔ اس کو ابوداوٗد اور ترمذی نے روایت کیا ۔''

عموماً جواز کے لیے یہ دلیل پش کی جاتی ہے مگر اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ صحابی کا فعل ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہما دوسری طرف بھی ہیں تو پھر فیصلہ کیا ہوا؟

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے ''دین خالص'' میں پہلے یہ حدیث ذکر کی ہے :

«عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرقی والتمائم والتولة شرک رواہ احمد وابوداوٗد ۔»

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دم، تعویذ، عمل جب یہ شرک ہے ۔''

اس کے بعد اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں : ۔

«اقول ان العلماء من الصحابۃ والتابعین فمن بعد ہم اختلفوافی جواز تعلیق التماء م التی من القرآن واسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ فقالت طائفۃ یجز ذلک وہو قول ابن عمرو بن العاص وہوظاہر ماروی عن عائشۃ وبہ قال ابوجعفر الباقر واحمد فی روایۃ وحملوا الحدیث علی التمائم التی فیہا شرک وقالت طائفۃ لایجوز ذلک وبہ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ وہوظاہر قول حذیفۃ وعقبۃ بن عامر وابن عکیم وبہ قال جماعۃ من التابعین منہم اصحاب ابن مسعود واحمد فی روایۃ واختارہا کثیر من اصحابہ وجزم بہ المتاخرون واحتجر ابہذا الحدیث ومافی معناہ»

(دین خالص حصہ اول ص 344)

صحابہ ،تابعین اوران کے بعد علماء میں قرآن مجیداوراسماء اورصفات الہیٰ کے تعویذوں کے متعلق اختلاف ہے ۔ایک جماعت جواز کی قائل ہے ان سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بھی ظاہر ہوتا ہے اورابوجعفر باقر رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں ۔ اورامام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اسی کے موافق ہے اورحدیث مذکور کو شرکیہ تعویذوں پر محمول کرتے ہیں ۔ اورایک جماعت عدم جواز کی قائل ہے اورعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اورعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے اورحذیفہ رضی اللہ عنہ اورعقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اورابن عکیم رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اورایک جماعت تابعین رحمہ اللہ سے بھی اسی کی قائل ہے ان سے اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں ۔ اورایک روایت امام احمد رحمہ اللہ سے بھی اسی کے موافق ہے امام احمد رحمہ اللہ کے بہت سے اصحاب نے اسی کواختیار کیا ہے اورمتاخرین کا بھی یہی مذہب ہے اوردلیل اس کی حدیث مذکورہ اوراس کے ہم معنی دیگر روایتیں پیش کرتے ہیں ۔ ''

اس سے معلوم ہواکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اوردونوں طرف صحابہ رضی اللہ عنہما ہیں تواب فیصلہ کسی اوردلیل سے ہوناچاہیے صرف کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول وفعل پیش کردینا کافی نہیں ۔ پس اب سنیئے :

حدیث مذکورمیں تین چیزیں ذکرہوئی ہیں ۔ رقیہ ، تیمہ ، تولہ ۔ یعنی دم ، تعویذاورعمل حب ۔ حدیث میں ان تینوں پر شرک کا حکم لگایا گیا ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نفس ان تینوں کا شرک ہے یاان کی کئی قسمیں ہیں جیسے بعض شرک ہیں بعض غیر شرک ہیں ۔ کچھ شک نہیں کہ نفس دم یعنی ذات دم کی یا ذات تعویذیا ذات عمل حب کی شرک نہیں ۔ بلکہ ان کی بعض قسمیں شرک ہیں اوراس کی تائیداس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو مشکوۃ میں ہے :

«عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاہلیۃ فقلنا یارسول اللہ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا رقاکم لاباس بالرقی مالم یکن فیہ شرک» (مشکوۃ کتاب الطب ص 388)

''عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے اس کی بابت دریافت کیا توفرمایا :اپنے دم مجھ پر پیش کرو۔ جب دم میں شرک نہ ہو توکوئی حرج نہیں ۔ ''

اس کی ہم معنی اوربھی کئی احادیث ہیں جو مشکوۃ وغیرہ میں موجودہیں ۔ اوریہ صرف جاہلیت کے دموں کے متعلق ہیں اورجودم قرآن وحدیث کے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں ۔ ان سے معلوم ہواکہ نفس دم مراد نہیں ۔ بلکہ اس کی بعض قسمیں (کلمات شرکیہ) مرادہیں ۔ اورجب اس کی بعض قسمیں مراد ہوئیں توباقی دو میں بھی بعض مراد ہوں گی ۔ کیونکہ جیسے دم کی بعض قسمیں شرکیہ ہیں بعض غیر شرکیہ اسی طرح باقی دو کا حال ہے ۔ پس تفریق کی کوئی وجہ نہیں ۔ اسی لیے جوجواز کے قائل ہیں ،انہوں نے حدیث مذکورہ کو شرکیہ تعویذوں پر محمول کیا ہے جیسے نواب صاحب رحمہ اللہ کی عبارت مذکورہ میں اس کی تصریح ہے ۔

اور تیمہ اور تولہ کی تفسیر بھی اسی کی مؤید ہے چنانچہ نیل الاوطار جلد8 کتاب الطب باب ماجاء فی الوقی والتمام ص 444 میں ہے ۔

«التمائم جمع تیمۃ وہی حرزات کانت العرب تعلقہا علی اولادہم یمنعون بہا العین فی زعمہم فابطلہ الاسلام»

''یعنی تیمہ منکے ہیں جو نظر سے بچاؤ کے لیے عرب اپنے اعتقاد کی بناء پر اپنی اولاد کے گلے میں باندھتے تھے ۔ پس اسلام نے اس کو باطل کردیا ۔ ''

اور تولہ کی تفسیر میں لکھا ہے :۔

«قال الخیل التولۃ شبیہ بالسحر»

''یعنی خلیل رحمہ اللہ کہتے ہیں تولہ جادو کے مشابہ ہے ۔''

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری جزء 23 باب الرقی بالقرآن لخ ص 418 میں لکھتے ہیں :

«والتولۃ شئی کانت امرأۃ تجلب بہ محبۃ زوجہا وہو نوع من السحر»

''یعنی تولہ ایک شئے ہے جس کے ذریعے اپنے خاوند کی محبت کھینچ لیتی ہے اور وہ ایک قسم جادو ہے ۔''

نیل الاوطار میں خلیل رحمہ اللہ کے قول کے بعد یہ بھی لکھا ہے :۔

«وقد جاء تفسیرہ عن ابن مسعود کما اخرجہ الحاکم وابن حبان وصححاہ انہ دخل علی امرأۃ وفی عنقہا شئی معقود فجذبہ فقطعہ ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لرقی والتمائم والتولۃ شرک قالوا یا اباعبداللہ ہذا التماءم والرقی قد عرفناہا فما التولۃ قال شئی یصنعہ النساء یتحببن الی ازواجہن یعنی من السحر قیل ہو خیط یقرأ فیہ من السحر او قرطاس یکتب فیہ شئی منہ یتحبب بہ النساء الی قلوب الرجال اوالرجال الی قلوب النساء فاما ماتحبب بہ المرأۃ الی زوجہا من کلام مباح کما یسمی الغنج وکما تلبسہ للزینۃ او تطعمہ من عتار مباح اکلہ او اجزاء حیوان ماکول مما یعتقد انہ سبب الی محبۃ زوجہا لما اودع اللہ تعالیٰ فیہ من الخصیصۃ بتقدیر اللہ لا انہ یفعل ذلک بذاتہ قال ابن رسلان فالظاہر ان ہذا جائز لا اعوف الئن ما یمنعہ فی الشرع انتہیٰ ۔»

''اور تولہ کی تفسیر خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئی ہے جس کو حاکم رحمہ اللہ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور صحیح بھی کہا ہے ۔ وہ یہ کہ انہوں نے اپنی بیوی کے گلے میں کچھ بندھا ہوا دیکھ کر اس کو توڑ دیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے رقٰی اور تمائم اور تولہ شرک ہے ۔ لوگوں نے کہا اے ابوعبدالرحمن !رقی، اور تمائم کو تو ہم جانتے ہیں تولہ کیا شئے ہے ؟ کہا : ایک شئے ہے جو عورتیں خاوندوں کی محبت کے لیے بناتی ہیں یعنی جادو کی قسم ہے ۔ کہا گیا وہ ایک تاگہ ہے جس پر جادو سے کچھ پڑھا جاتا ہے یا کاغذ ہے جس میں جادو سے کچھ لکھا جاتا ہے جس کے ذریعے عورتیں مردوں کو محبوب بناتی ہیں یا مرد عورتوں کو محبوب ہوجاتے ہیں ۔ بہرحال کلام مباح سے عمل حب نزاکت اور زینت کی طرح یا کوئی مباح جڑی بوٹی کھلا کر یا حلال جانور کے اجزاء کھلا کر جن کے متعلق اعتقاد ہو کہ ان میں تقدیر الٰہی کے ساتھ نہ ذاتی طور پر محبت پیدا کرنے کی خاصیت ہے اس قسم کے عمل حب کی بابت ابن سلمان نے کہا ہے : کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے ۔ شریعت میں اس کے منع کی کوئی دلیل میں نہیں جانتا ۔''

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صرف شرک والی صورتیں منع ہیں باقی جائز ہیں ۔ ہاں پرہیز افضل ہے جس کی دو وجہیں ہیں ۔ ایک یہ کہ اختلافی بات میں اختلاف سے نکل جانا بہتر ہے روحانی علاج میں زیادہ تر ان باتوں پر عملدرآمد چاہیے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام طور پر سلف رحمہ اللہ کا عمل ہو یا احادیث میں ان کی ترغیب ہو ۔ کیونکہ روحانیات کا تعلق اعتقاد سے زیادہ ہے اور اعتقاد عموماً عمل سے ظاہر ہوتا ہے ۔

نواب صاحب رحمہ اللہ نے بھی جائز قرار دیتے ہوئے آخر یہی فیصلہ کیا ہے کہ پرہیز افضل ہے ۔ چنانچہ عبارت مذکورہ بالا (جس میں سلف کا اختلاف ذکر کیا ہے) کے بعد لکھتے ہیں :

«قال بعض العلماء وہذا (ای عدم الجواز) ہوا لصحیح لوجوہ ثلثۃ تظہر للمتامل الاول عموم النہی ولا مخصص الثانی سد الذریعۃ فانہ یغض الی تعلیق من لیس کذلک الثالث انہ اذا علق فلا بدان یمتہنہ بجملہ معہ فی حال قضاء الحاجۃ والاستنجاء ونحو ذلک قال وتامل ہذہ الاحادیث وما کان علیہ السلف یتبین لک بذلک غربۃ الاسلام خصوصاً ان عرفت عظیم ما وقع فیہ الکثیر بعد القرون المفضلۃ من تعظیم القبور واتخاذہا المساجد والاقبال الیہا بالقلب والوجہ وصرف الدعوات والرغبات والرہبات وانواع العبادات التی ہی حق اللہ تعالیٰ الیہا من دونہ کما قال تعالیٰ ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یروک بخیر فلا راد لفضلہ ونظائرہا فی القرآن اکثر من ان یحصرا انتہیٰ ۔ قلت غربۃ الاسلام شئی وحکم المسئلۃ شئی احر والوجہ الثالث المتقدم لمنع التعلیق ضعیف جدا لانہ لا مانع من نزع التمائم عند قضاء الحاجۃ ونحوہا لساعۃ ثم یعلقہا والراجح فی الباب ان ترک التعلیق افضل فی کل حال

بالنسبۃ الی التعلیق الذی جوزہ بعض اہل العلم بناء علی ان یکون بما ثبت لابما لم یثبت لان التقویٰ لہ مراتب وکذاالاخلاص وفوق کل رتبۃ فی الدین رتبۃ اخری والمحصلون لہا اقل ولہذاوردفی الحدیث فی حق السبعین الفاید خلون الجنۃ بغیر حساب انہم ہم الذین لایرقون ولایسترقون مع ان الرقی جائزۃ وردت بہاالاخبار والآثار واللہ اعلم بالصواب والمتقی من یترک مالیس بہ... خرفاً ممافیہ باس»۔ (فضل ردشرک الرقی والتمائم صفحہ 344-345)

''بعض علماء نے کہاہے کہ عدم جواز ہی صحیح ہے جس کی تین وجہیں ہیں ایک یہ کہ حدیث مذکورعام ہے اور مخصص کوئی نہیں ۔ دوم سدباب کیونکہ تعویذکی اجازت دی جائے ۔ تو لوگ آہستہ آہستہ مشتبہ یاشرکیہ الفاظ والے تعویذ بھی استعمال کرنے لگ جائیں گے ۔ سوم پاخانہ پیشاب کے وقت تعویذساتھ لے جانے سے کلام الہیٰ اوراسماء الہیٰ کی توہین ہوگی ۔ اور ان بعض علماء نے کہاہے کہ ان احادیث میں اورروش سلف میں غورکرتاکہ تیرےلیے غربت اسلام واضح ہوجائے خاص کرجبکہ تودیکھے کہ خیر قرون کے بعدلوگ کس قدرخرابیوں میں واقع ہوگئے ۔ قبروں کی تعظیم ،ان کو مسجدیں بنانا دل وجان سے ان کی طرف آمدورفت ۔ قبروالوں کوپکارنا ،ان سے امیدوخوف رکھنا ،کئی طرح کی عبادت کرنا جوخاص خدا کا حق ہے ۔ قرآن مجیدمیں ہے :

''ایسی شئے کونہ پکارو جونہ کچھ نفع دے سکے نہ نقصان ۔ اگر توایساکرے گا توظالم ہوجائے گا ۔ اورخدا اگر تجھے ضرر پہنچائے توکوئی اسے کھولنے والانہیں اوراگر تیرے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے توکوئی اسے کے فضل کوردکرنے والانہیں ۔''

اس قسم کی آیتیں بہت ہیں ۔ میں (نواب صدیق حسن) کہتا ہوں کہ غربت اسلام علیحدہ شئے ہے اور مسئلہ علیحدہ شئے ہے ۔ اورتیسری وجہ بالکل کمزور ہے کیونکہ تھوڑی دیر کےلیے پاخانہ پیشاب کے وقت تعویذکھولاجاسکتاہے اورافضل ترک تعویذہے ۔ وہ تعویذجس کوبعض علماء نے بوجہ ثبوت کے جائزقراردیاہے نہ کہ وہ تعویذجس کاکوئی ثبوت نہیں ۔ اورجوثابت ہے اس کا ترک اس لیے افضل ہے کہ تقوی اوراخلاص کے کئی مراتب ہیں اوردین میں ہر مرتبہ کے اوپردوسرا مرتبہ ہے اوراس کے حاصل کرنے والے بہت کم ہیں ۔ اسی واسطے ستر ہزار آدمی جوبغیرحساب کے جنت میں داخل ہوں گے ۔ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : وہ وہی ہیں جونہ دم کرتے ہیں نہ کرواتے ہیں حالانکہ دم جائز ہے ۔ چنانچہ اخبارآثارمیں آیاہے اور متقی وہ ہے جواس شئے کی وجہ سے جس میں ڈرہے اس شئے کوبھی چھوڑدے جس میں ڈرنہیں ۔''

نواب صاحب مرحوم نے اس عبارت میں بعض علماء کی پہلی وجہ کی طرف اس لیے توجہ نہیں کی کہ وہ ظاہر البطلان ہے ۔ کیونکہ دم ، تیمہ ، تولہ کی ذات شرک نہیں بلکہ بعض قسمیں شرک ہیں ۔ چنانچہ اوپر بیان ہوچکاہے توحدیث عموم پرکیسے محمول ہوسکتی ہے ۔ دوسری وجہ کونواب صاحب رحمہ اللہ نے یہ کہہ کر ردکردیاہے کہ غربت اسلام علیحدہ شئے ہے اور مسئلہ علیحدہ شئے ہے گویاسدباب سے بعض علماء کا مطلب یہ تھاکہ جیسے قبروں کا معاملہ برائی کی طرف ترقی کرکے غربت اسلام کا باعث ہوگیا اسی طرح قرآن وحدیث کے الفاظ کے ساتھ تعویذکرتے کرتے کہیں غیر مشروع الفاظ کے ساتھ بھی تعویذوں کاراستہ نہ کھل جائے جوغربت اسلام کا ذریعہ بن جائے ۔ نواب صاحب رحمہ اللہ نے اس کاجواب دیاکہ اس طرح کی غربت اسلام اصل مسئلہ میں مخل نہیں ۔ مثلاً قبروں میں خرافات ہونے سے مسنون طریق پران کی زیارت منع نہیں ہوسکتی ۔ ٹھیک اسی طرح تعویذکا معاملہ ہے ۔ تیسری وجہ پر نواب صاحب نے بہت کمزور ہونے کا حکم لگایاہے ۔ اورواقعی وہ بہت کمزور ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے ۔ پیشاب کےلیے جانے کے وقت اتاردیتے تھے پھر مڑھانے کی صورت میں شایدیہ بے ادبی بھی نہ رہے ۔ بہرصورت جواز میں کوئی شبہ نہیں ۔ مگران الفاظ کے ساتھ جوقرآن وحدیث سے ثابت ہوں یا ان کے ہم معنی ہوں ۔ مشتبہ نہ ہوں لیکن باوجودجواز کے نواب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترک فضل ہے ۔ کیونکہ حرام سے بچ کرجائز پراکتفاکرنا اگرچہ تقوی ہے مگرتقوی اوراخلاص اسی پر ختم نہیں بلکہ اس کے بہت سے مراتب ہیں اور ہر مرتبہ کے اوپرایک اورمرتبہ ہے جس کوکم لوگ پہنچتے ہیں ۔ اسی لیے 70 ہزار آدمی جوبغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے ۔ ان کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ وہ وہ ہیں جونہ دم کرتے ہیں نہ کراتے ہیں حالانکہ دم کے جواز میں احادیث اور آثار سلف بہت آئے ہیں ۔ تواگر تقوی کی حدصرف جوازتک ہوتی توپھر ترک دم کے ساتھ ان ستر ہزارکی تعریف کیوں ہوتی ہے ۔ اس سے معلوم ہواکہ اصل تقوی جائز پراکتفاکرنے میں نہیں بلکہ جائز کوبھی چھوڑکراحتیاط والی صورت اختیارکرنے میں ہے ۔ پس افضل ترک ہے ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص188